سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

اعمال کا دارومدار تقویٰ پر ہے

نحمده ونصلی علی رسوله الكريم!اما بعد! فاعوذ باالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَ لَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ

''اور انکو سنائیں آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں کی سچی خبر (یعنی ایسی خبر جو گزشتہ انبیاء کی کتابوں کی صراحت کے موافق ہے۔جب دونوں بھائیوں نے قربانی پیش کی ،پس ایک (یعنی ہابیل) کی قربانی قبول کی گئی (اور آگ نے آکر اسے کھا لیا) اور دوسرے یعنی (قابیل) کی قربانی قبول نہیں کی گئی تو اس (یعنی قابیلہ نے کہا میں تجھے ضرور قتل کرڈالوں گا تو اس (یعنی ہابیل نے) کہا اللہ انہیں کی قربانی قبول فرماتا ہے جو اس سے ڈرتے ہیں''

مغز عبادات

محترم سامعین! ہم جو عبادات کرتے ہیں ان کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوف خداوندی ہے کہ ہماری عبادت سے اللہ تعالیٰ خوش ہو اور اسی کے ڈر سے ہم گناہوں سے بچیں اسی خوف وڈر کا نام تقویٰ ہے گویا تمام عبادات کا مغز تقویٰ ہے۔ میں نے جو آیت مبارکہ آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی اس میں بھی رب کائنات کی ایک مثال ذکر فرماتے ہیں:

بہرحال ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا واقعہ بیان فرمایا ہے۔قرآن کریم نے اسکو سچی خبر کہا کیونکہ یہ واقعہ آپ علیہ السلام نے اپنے زمانے کے یہود کے سامنے بیان فرمایا۔جس کے ہزاروں سال ہو گئے تھے۔تورات میں بھی ان کا تذکرہ موجود ہے۔لیکن قرآن کریم کوئی قصے کہانیوں کی کتاب نہیں ہے۔نہ ہی کوئی ناول ہے۔کہ جس میں صرف کسی چیز کی خیالی تصویر پیش کی گئی ہو۔ بلکہ اگر واقعہ ہی بیان کرنا ہوتا ہے تو صرف وہ حصہ بیان فرماتا ہے جس کیساتھ کسی مقصد کا تعلق ہو۔

ہابیل اور قابیل کا واقعہ

حضرت آدم علیہ السلام دنیا کے پہلے معمار ہے اور حضرت حوا علیہا السلام ان کی معاون و مددگار۔

یوں سمجھئے کہ دنیا اُس وقت ایک گھر اور آدم و حوا علیہما السلام اسکے دو رہنے بسنے والے افراد تھے۔ جب ان دونوں کے توالد و تناسل کا سلسلہ شروع ہوا تو ایک بطن سے دو جڑواں بچے (لڑکا لڑکی) پیدا ہوتے تھے۔

جب حضرت آدم علیہ السلام کا بیٹا قابیل پیدا ہوا۔ تو اسکے ساتھ ایک لڑکی اقلیمیا پیدا ہوئی اور جب اسکا دوسرا لڑکا ہابیل پیدا ہوا تو اس کے ساتھ اسکی بہن بقول مفسرین لیوذا پیدا ہوئی۔ تب حضرت آدم علیہ السلام نے دونوں کو اللہ تعالیٰ کا حکم سنایا۔ کہ تم میں سے ہر ایک دوسرے کی بہن سے نکاح کرے۔ اس وقت چونکہ انسانیت کی ابتدا تھی لہٰذا انکی شریعت میں یہ امر جائز تھا کہ توام کے علاوہ یعنی ایک حمل کے دو بچوں کے علاوہ دوسرے حمل کی اولاد سے نکاح کریں۔ جب حضرت آدم علیہ السلام نے ان دونوں کو اللہ تعالیٰ کا حکم سنایا۔ ہابیل فوراً مان گئے اور قابیل نے حسد کی وجہ سے انکار کر دیا اور عذر یہ پیش کی کہ میری بہن خوبصورت جبکہ ہابیل کی بہن بدصورت ہے اس لئے میں اپنے ساتھ پیدا ہونے والی بہن ہی سے نکاح کروں گا اور ہابیل کو کبھی بھی اپنی بہن کیساتھ نکاح کی اجازت نہیں دوں گا۔

ہابیل اور قابیل کی قربانی

مختصر یہ کہ آدمؑ نے دونوں بیٹوں کو قربانی پیش کرنے کا مشورہ دیا تا کہ حق اور سچ واضح ہو جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔ دونوں بھائیوں نے اپنا اپنا صدقہ اور قربانی پہاڑ کے اوپر لا کر اللہ کے حضور پیش کیا۔

مفسرین نے لکھا ہے۔ کان قابیل صاحب الزرع۔ قابیل زمیندار تھا کھیتی باڑی کا کام کیا کرتا تھا۔ اس نے ردی قسم کے گندم کی گٹھڑی لا کر پیش کی۔ اور ہابیل کان صاحب الضرع وہ مال مویشی والا تھا۔ اس نے بھی اپنے ریوڑ میں سے نہایت عمدہ مینڈھا لا کر پیش کیا۔ آسمان سے ایک سفید قسم کی آگ نمودار ہوئی اور ہابیل کی قربانی کھا کر غائب ہوئی۔ قابیل کو اس بات پر بڑا غصہ آیا تو قرآن کریم فرماتا ہے: قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ "میں تو تجھے ضرور مار ڈالوں گا"۔ بھائی نے کوئی مخالفت نہ کی نہ ہی اپنا دفاع کیا۔ بلکہ یوں کہا: اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ "بے شک اللہ تعالیٰ صرف تقویٰ والوں کی قبول فرماتا ہے۔"

اس واقعہ کے بیان کرنے سے میرا وہی مطلب و مقصد ہے جو خود قرآن کریم نے اس لفظ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ بیان فرمایا ہے۔

قبولیت کا دارومدار تقویٰ پر

آیت مبارکہ میں واضح ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف ان لوگوں کی عبادات و صدقات اور خیرات قبول فرماتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ حاسد کو چاہیے کہ اپنے ناکامی کا سبب اپنی کوتاہی کو سمجھے اور جس سبب سے محسود کامیاب ہوتا ہے اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ محسود کی نصیب کے زوال کی کوشش نہ کرے۔ اس سے حاسد کا نقصان ہی ہوگا کچھ فائدہ نہ ہوگا اور طاعت اسی مومن

کی قبول کی جاتی ہے۔ جو ممنوعات اور بری حرکتوں سے بچتا رہے بشرط یہ کہ اس کے نیت میں خلوص ہو۔ اسی خلوص نیت کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہی مینڈھا۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ جنت میں پہنچ کر چر رہا تھا یہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرف سے عطیہ خداوندی بن کر بدل عوض سے ذبح ہوا۔ علماء کرام نے لکھا ہے کہ متقین سے مراد وہ لوگ ہیں جو شرک سے بچتے ہیں۔

تقویٰ کا مقام

حضرت علیؓ سے منقول ہیں کہ تقویٰ کے ساتھ کوئی تھوڑا اور چھوٹا عمل بھی قلیل نہیں ہوتا کیونکہ جو عمل قبول ہو جاتا ہے وہ کیسے تھوڑا ہو سکتا ہے۔ خلیفہ خامس عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک شخص کو لکھا تجھے اس تقویٰ کے اختیار کرنے کی نصیحت کرتا ہوں جس کے بغیر کوئی عمل مقبول نہیں۔ اور رحم صرف ان لوگوں پر کیا جاتا ہے جو اہل تقویٰ ہوں اور تقویٰ کے بغیر کسی عمل کا ثواب نہیں۔ تقویٰ کے وعظ کہنے والے بہت ہیں مگر اس پر عمل کرنے والے بہت تھوڑے ہیں۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے میری ایک نماز قبول کر لی ہے۔ یہ بات میرے نزدیک دنیا اور دنیا کی ساری موجودات سے زیادہ محبوب ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی خدمت میں ایک سائل نے آکر سوال کیا۔ آپ نے بیٹے کو درھم دے کر سائل کو دلوایا۔ بیٹے نے عرض کی ابا جان سائل نے درہم قبول کر لیا۔ ابن عمرؓ نے فرمایا اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے میرا ایک سجدہ یا ایک درہم کا صدقہ قبول فرمایا ہے تو پھر موت سے زیادہ محبوب چیز مجھے کوئی نہیں۔ تم جانتے ہو اللہ کس کا عمل قبول فرما لیتے ہیں؟ صرف تقویٰ والوں کا عمل قبول فرما لیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرمایا کرتے تھے اگر مجھے پتہ لگ جائے کہ اللہ تعالیٰ نے میرا ایک عمل قبول فرما لیا ہے۔ تو یہ میرے لئے زمین بھر سونے چاندی سے زیادہ محبوب ہو گی۔

حضرت عامر ابن عبداللہؓ کے مرنے کا وقت قریب آ گیا تو رونے لگے کسی نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا: میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف اہل تقویٰ کے عمل کو قبول فرما لیتا ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ میں اللہ کے ہاں متقی ہوں یا نہیں۔

خود پر دوسروں کو ترجیح دینا

اس کے بعد آگے ارشاد ہے: لَئِنْ بَسَطْتَّ اِلَیَّ یَدَكَ لِتَقْتُلَنِیْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیْكَ لِاَقْتُلَكَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ہابیل نے جواب میں فرمایا اگر تو مجھے قتل کرنے کے واسطے ہاتھ بڑھائے گا تو میں تجھے قتل کرنے کیلئے دست درازی نہیں کروں گا۔ عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا خدا کی قسم مقتول قاتل سے زیادہ طاقتور تھا لیکن تقویٰ اور خوف خدا نے اس کو دست درازی کرنے سے روکا یعنی اللہ کے ڈر سے اس نے خود سپردگی سے کام لیا۔ اس وقت کی شریعت میں یہی حکم تھا کہ مقتول ہونے والا اپنا دفاع نہ کرے بلکہ صبر و تحمل

سے کام لیں۔ ہمارے شریعت میں بھی یہ امر جائز ہے کہ کوئی بندہ اپنا دفاع نہ کرے بلکہ قتل ہونے کو ترجیح دیں اگر چہ دفاع کرنے کی بھی اجازت ہے۔حضرت عثمانؓ نے محاصرہ کے زمانہ میں اپنا دفاع نہ کیا بلکہ کتابوں میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا میں آپ کی مدد کرنے حاضر ہوا ہوں۔ آپ جس طرح حکم دیں مدد کر سکتا ہوں۔فرمایا ابو ہریرہ! کیا تم کو یہ بات پسند ہے کہ تم سب لوگوں کو جن میں میں بھی شامل ہوں قتل کر ڈالو۔ میں نے کہا نہیں۔فرمایا: بس اگر ایک آدمی کو بھی قتل کرو گے سب کو قتل کر دیا۔ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا آگے ارشاد ہے:

اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَ اِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ

’’میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی طرف میرا گنا اور اپنا گناہ لے کر لوٹے۔ پھر تو دوزخیوں میں سے ہو جائے گا اور یہی ظالموں کی سزا ہے۔‘‘

بروز قیامت مظلوم کو ظالم کی نیکیاں ظلم کے عوض دے دی جائینگی اور اگر ظالم کے پاس نیکیاں نہ ہوں یا ادائے حقوق کیلئے کافی نہ ہوں گی تو ظالم پر مظلوم کے گناہ ڈال دیے جائینگے اور پھر اسکو دوزخ کے اندر پھینک دیا جائیگا۔

مفلس کون؟: رسول اللہؐ نے فرمایا میری اُمت میں مفلس وہ آدمی ہوگا۔ جو نماز روزہ زکوٰۃ سب کچھ لے کر آئے گا لیکن کسی کو گالی دی ہو گی کسی کا مال کھایا ہو گا کسی کا خون بہایا ہو گا کسی کو مارا ہو گا لہٰذا اسکی کچھ نیکیاں ایک کو اور کچھ نیکیاں دوسرے کو دے دی جائیں گی اور حقوق کی ادائیگی پوری پھر بھی نہ ہو گی اور نیکیاں باقی نہ رہیں گی تو حقداروں کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے پھر اسکو دوزخ میں پھینک دیا جائیگا۔(مسلم)

اس کے بعد آگے چند آیاتوں میں پورا واقعہ بیان ہوا ہے جس میں ظالم کا انجام اور مظلوم کی صبر کا تذکرہ ہے۔ بہر حال ظالم قابیل نے قتل کا بیج بویا۔روایات میں ہے کہ قیامت تک جو کوئی کسی کو ظلماً قتل کرے گا تو اس آدھا حصہ عذاب قابیل کے کھاتے میں ڈالا جائے گا اور یہ بھی کتابوں میں لکھا ہے: کہ اہل نار کی عذاب کو تقسیم کر کے تمام دوزخیوں کے عذاب کے مثل آدھا حصہ عذاب قابیل اپنے لئے اختیار کرے گا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو نصیحت کی فرمایا کن کخیرا بنی آدم آدم کے اچھے اور بہتر بیٹے کی مانند ہو یعنی اگر تجھے کوئی قتل کرنا چاہے تو افضل پر عمل کر کے تو قتل ہو جا لیکن دوسرے مسلمان بھائی کا قاتل نہ بن۔

آج کل معاملہ الٹا ہو گیا، مسلمان مسلمان کا قاتل بننا پسند کرتا ہے ہر روز مسلمان کے ہاتھوں مسلمان کا خون ناحق ہو رہا ہے، بوڑھوں، بچوں، عورتوں کسی کو بھی معاف نہیں کیا جاتا وجہ صرف یہی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے نہیں، اگر خوف خدا کا جذبہ مسلمان میں پیدا ہو جائے تو پھر یہ فساد و قتل کا بازار خود بخود ٹھنڈا ہو جائے گا ، اور ساری دنیا امن و امان کا گہوارہ بن جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تقویٰ و پرہیزگاری کی عظیم دولت سے مالا مال فرما کر حقیقی معنوں میں مسلمان بنائے۔ امین